ظاہر کر کے فوری طور پر پاکستان کی امداد بند کردی۔حتیٰ کہ ہمارے خریدے گئے F-16 بھی روک لیے۔

وما تخفی صدورھم أکبر:

- نائن الیون کی مبینہ دہشت گردی کے بعد پاکستان کو افغانستان پر حملے میں استعمال کیا۔
- امریکی خفیہ اداروں CIA اور NIC نے پیش گوئی کردی کہ'' 2015ء تک پاکستان ناکام ریاست بن جائے گا؛ طالبان ایٹمی ہتھیاروں پر قبضے کے لیے خانہ جنگی برپا کریں گے۔''

کونڈ ولیزارائس نے سینٹ کمیٹی میں اعلان کیا: **پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کو انتہا پسندوں کے قبضے سے محفوظ کرنے کا منصوبہ بنالیا گیا ہے۔**

پرویز نے جب سے بش کی ''صلیبی جنگ'' میں تعاون شروع کیا، امن عالم کے علمبردار ہمارے وطن کو حسب منشا اسلام دشمن اور غدارانہ سرگرمیوں میں بری طرح الجھا رہا ہے......اوپر سے ڈرون حملوں اور اندر سے کرائے کے دہشت گردوں کے ذریعے اپنی شرانگیز پیشین گوئیوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش جاری رکھے ہوئے ہے!!

قومی سلامتی کے تقاضے:

ماضی کی تاریخی شہادتوں اور حال کی روز افزوں بدسلوکیوں اور دھمکیوں کے تناظر میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مستقبل کوئی ''**حسین منظر**'' پیش نہیں کررہا ہے۔اب 17 کروڑ ہم وطنوں کا اولین قومی فریضہ ملکی سلامتی کا تحفظ ہے۔

اس سلسلے میں ہمارے لیے درج ذیل ذمہ داریاں پوری کرنا نہایت ضروری ہے:

{1} پیارے وطن کے اصل دشمن کو پہچان کر اس کے کارندوں پر غداری کا مقدمہ چلایا جائے۔

{2} انڈیا کے ساتھ ''مذاق رات'' بہت ہو چکے، مزید مذاکراتوں کی خاطر اس کی چاپلوسی ہرگز نہ کی جائے۔

{3} چین کے ساتھ تعلقات بڑھا کر سائنس، ٹیکنالوجی اور صنعت کاری میں اپنی صلاحیت بڑھائی جائے۔

{4} ان راست اقدامات کے ذریعے غیور مسلمان عوام وخواص کا بھرپور اعتماد حاصل کرنے کے بعد غیر ملکی دسترخوان پر زلہ خواری کرنے والے ''**دہشت گردوں**'' کو مکمل فوجی آپریشن کے ذریعے تہس نہس کردیا جائے۔

{5} اہل اسلام دشمنانِ دین وملت اور غدار حکمرانوں کے خلاف قنوت نازلہ کا اہتمام کریں۔

درس قرآن

تراث رحمانی در فوائد قرآنی

الشیخ اسماعیل امین ۔ الجامعۃ السلفیۃ اسلام آباد

قال اللہ تعالیٰ : ﴿ وآمنوا بمآ أنزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوآ أول کافر به ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا وإیای فاتقون ﴾[البقرة:٤١]

آیت مبارکہ سے مستنبط فوائد:

فائدہ نمبرا: اللہ تعالیٰ اہل کتاب سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے(وآمنوا بماأنزلت مصدقا لما معکم) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کفار کی طرح یہود ونصاریٰ پر بھی ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آخری شریعت پر ایمان لائیں جو نبی کریم ﷺ پر اتاری گئی ہے۔ جس کی تصریح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا :''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری امت میں سے کسی یہودی یا عیسائی کو میری بعثت کی خبر مل جائے پھر میری رسالت پر ایمان نہ لائے تو وہ جہنمی ہوگا۔[مسلم الایمان ح ٢٤٠]

نبی ﷺ کی بعثت کے بعد سابقہ تمام شریعتیں منسوخ ہیں اور آپ ﷺ کی شریعت تا قیامت نسلِ انسانی کے لیے واجب الاطاعت ہے اور اسی میں دنیاوی واخروی نجات مضمر ہے۔

فائدہ نمبر۲: (وآمنوا بماأنزلت) سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفار کو سب سے پہلے ایمان اور اسلام کی طرف دعوت دی جائے گی۔ اگر وہ اسلام کو قبول کرلیں تو انہیں باقی اسلامی شرائع کی طرف دعوت دی جائے گی۔ جس کی وضاحت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ انہیں نبی ﷺ نے یمن کی طرف داعی بنا کر بھیجا تو انہیں سب سے پہلے اصل ایمان اور اسلام یعنی اللہ کی توحید اور نبی ﷺ کی رسالت کی طرف دعوت دینے کا حکم دیا، اگر وہ اسے قبول کرلیں تو پھر نماز پھر باقی امورِ اسلام کی طرف دعوت دی جائے گی۔[بخاری الزکاۃ باب ٦٣ ح١٤٩٦] سب سے پہلے کفار کو ایمان اور اسلام کی طرف دعوت دینے پر علماء کا اجماع ہے، لیکن کفار اسلام کے فروعی مسائل کے بھی مکلّف ہیں یا نہیں؟ یہ ایک مشہور اصولی مسئلہ ہے جس میں علماء کا اختلاف ہے۔ الشیخ ابن العثیمینؒ فرماتے ہیں کہ اس میں تفصیلی مؤقف زیادہ صحیح ہے۔ شروع میں دعوت کے حوالے سے وہ فروعی مسائل کے مکلّف نہیں ہیں، یعنی انہیں پہلی مرتبہ ہی تمام فروعی مسائل پر عمل پیرا ہونے کے لیے نہیں کہا جائے گا، لیکن اگر وہ اسلام کو قبول کرلیں تو بعد میں فروعی مسائل کے بھی وہ مکلّف ٹھہریں گے، لیکن اگر

وہ اسلام قبول نہ کریں تو قیامت کے دن ان سے اصولی اور فروعی مسائل دونوں کا حساب لیا جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے :﴿ماسلککم فی سقر۞ قالوا لم نک من المصلین۞......الی آخر الآیات﴾ [المدثر ۴۲،۴۳......]

فائدہ نمبر۳: قرآن مجید میں تمام بشریت کے لیے ہدایت اور راہنمائی ہے جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ﴿ھدی للناس﴾[البقرہ ۱۸۵]، ﴿إن ھذا القرآن یھدی للتی ھی أقوم﴾[الاسراء ۱۷]

یہ ''کتاب مبین'' ہدایت کے علمی مواد اور ہدایت کی طرف دعوت دینے دونوں اعتبار سے واضح کتاب ہے۔

زیرِ تفسیر آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم اہل کتاب کو اللہ پر ایمان لانے کی طرف مندرجہ ذیل بہت ہی واضح اور تاکیدی اسالیب کے ساتھ دعوت دے رہا ہے:

۱۔ (وآمنوا بماأنزلت مصدقا لما معکم) یہ آخری کتاب تمہاری کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، اِن کتابوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ آخری کتاب پر ایمان لانا تمہاری کتابوں پر ایمان کا لازمی تقاضا اور نتیجہ ہے؛ کیونکہ یہ سابقہ کتب کی پیش گوئی کا مظہر ہے۔ اگر تم اس پر ایمان نہ لائیں تو تم اپنی کتابوں کے بھی منکر ٹھہرو گے۔

۲۔ (مصدقا لمامعکم) سے ان کے علم کا بھی اعتراف ہے کہ تمہارے پاس اپنی کتابوں کا علم ہے، اس علم کی روشنی میں تمہیں چاہیے کہ ایمان لاؤ۔

۳۔ (ولاتکونوا أول کافربه) جب انہیں ایمان کی دعوت دی تو اس کی ضد (کفر) سے روکا جارہا ہے؛ جب تک کفر کو دل سے مکمل صاف نہ کیا جائے، تب تک ایمان مکمل طور پر راسخ نہیں ہوتا۔ اسی لیے قرآن نے حق کی طرف دعوت بھی دی ہے اور باطل کا انکار اور تردید بھی کی ہے۔ (ولا تکونوا أول کافربه) ''کہ تم پہلے اس کے کفر کرنے والے نہ بنو!'' اس اسلوب میں (ولاتکفروا) ''تم کفر نہ کرو'' سے زیادہ مبالغہ ہے۔

اس معنیٰ کو سامنے رکھ کر دو اور فوائد مستنبط کیے جاسکتے ہیں:

(الف) کوئی شخص کسی برائی کی اشاعت کا سبب بنے اور اس کے بعد معاشرے میں وہ گناہ عام ہوجائے تو اس گناہ کے ارتکاب کرنے والے تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر حصہ اسی مرتکب اول کو ملے گا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو قابیل کو دنیا میں تمام قاتلوں کے گناہ کا برابر حصہ ملتا رہے گا کیونکہ قتل کے جرم میں اسی نے پہل کی تھی۔ [بخاری جنائز باب ۳۲، مسلم ح۲۷]

جس طرح نیکی کی اشاعت کرنے والے کو اس نیکی کے تمام کرنے والوں کے ثواب کا برابر حصہ ملتا رہے گا۔

(ب) اس میں علماء کے لیے بڑی تنبیہ ہے۔ان کے پاس علم ہونے کی وجہ سے ان سے خیر کے کاموں کی توقع کی جاتی ہے،اگر وہ اس توقع پر پورا نہ اتریں تو وہ سزا کے زیادہ مستحق ہوں گے؛ کیونکہ علماء کی لغزش عوام کی لغزشوں کا سبب ہوتی ہے۔آیت مبارکہ میں اگرچہ مخاطب اہل کتاب ہیں،لیکن حکم میں امت محمدیہ ﷺ بھی شامل ہے۔

۴۔ (ولاتشتروا باٰیاتی ثمنا قلیلا) ایمان لانے میں سب سے بڑی رکاوٹ دنیاداری اور مادہ پرستی ہوتی ہے۔اس لیے اس خطرناک رکاوٹ سے مکمل اجتناب کے لیے کہا گیا۔

۵۔ ایمان لانے اور کفر کو ترک کرنے کا سب بڑا سبب تقویٰ و پرہیزگاری یعنی خوف الٰہی ہے۔تقویٰ کا مادہ کسی میں ہو تو وہ ایمان کو فوراً تسلیم کرلیتا ہے،اس لیے تقویٰ کو اپنانے کا حکم دیا۔

۶۔ (وإیای فاتقون) میں اسلوب ترہیب بھی ہے،اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو تم عذاب کے مستحق ہوں گے۔ اس لیے عذاب سے ڈرتے ہوئے آخری شریعت پر ایمان لاؤ۔

فائدہ نمبر۴: (ولاتشتروا باٰیاتی ثمنا قلیلا) اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے میں قیمت لینے کی ممانعت کا مطلب آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی مرضی اور ان کے اغراض کی خاطر اللہ کی آیات کا مطلب غلط بتلا کر یا چھپا کر لوگوں سے پیسے لینا حرام ہے۔اور اس کے حرام ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

کسی کو اللہ کی آیات کا صحیح مفہوم اور تفسیر بتلا کر یا پڑھا کر اس کی اجرت اور معاوضہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں علما کے چند اقوال ہیں:

{ا} بعض علماء عدمِ جواز کے قائل ہیں اور ان کے پیش کردہ اکثر دلائل ضعیف ہیں اور سب سے قوی دلیل حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں برقم[۳۴۲۱] ذکر کیا ہے؛ جس میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں اصحاب صفہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن پڑھاتا تھا۔پھر ایک دفعہ ان میں سے کسی نے ایک کمان مجھے ہدیہ دی۔میں نے نبی ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تجھے جہنم کی آگ کا طوق پہننا پسند ہو تو یہ قبول کرلو۔'' [ابو داؤد الاجارۃ باب ۱ ح ۳۴۱۶، ابن ماجہ التجارات ح۲۱۵۷]

دوسرے علماء نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ انہوں نے شروع میں مفت پڑھانے کی نیت کی تھی اس لیے وہ کمان لینا جائز نہیں تھا،یا یہ ان کی طرف سے ہدیہ تھا جس کا قبول جائز نہیں تھا کیونکہ وہ طلباء (اصحاب صفہ) بہت غریب تھے،اس لیے یہ جائز نہیں تھا۔باقی کسی ادارے سے لینا جائز ہے،اس میں کوئی حرج نہیں۔

{۲} بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر کسی پر قرآن کا پڑھانا فرضِ عین ہو تو اس کے لیے اجرت لینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے

{۳} بعض علماء اس کے جواز کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حدیث الرقیہ میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''**إن أحق ماأخذ تم عليه أجرا كتاب الله** ''[بخاري الطب باب ٣٤ ح٥٧٣٧] ''سب سے زیادہ اجرت لینے کا حق کتاب اللہ کے بدلے میں ہے۔'' سیوطیؒ نے کہا کہ منع کی حدیث کو اس حدیث نے منسوخ کر دیا ہے اور وہ ضعیف بھی ہے۔ [ابن ماجه ٢/ ٧٣٠] اور اسی طرح نبی ﷺ نے قرآن کی تعلیم کو مال نہ ملنے پر حق مہر کے لیے جائز قرار دیا۔[متفق عليه]

یہی قول زیادہ اقرب ہے؛ لیکن شرعی علوم کے مدرسین کو چاہیے کہ اس عظیم مشغلے کو عام مزدوری اور دینا داری کی طرح ہرگز نہ سمجھیں، کیونکہ یہ عظیم عبادت ہے، بشرطیکہ اس کی نیت خالص ہو۔

چونکہ ایک مدرس ایک نظام کے تحت تدریس کا کام کرنے کے ساتھ کسبِ معاش کے لیے فارغ نہیں ہوتا اور اہل وعیال پر خرچ کرنا بھی ضروری ہے، اس لیے اس کو ادارے کی طرف سے مقرر شدہ وظیفہ لینا جائز ہے۔ جس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد بھی بازار جا کر تجارت کا کام شروع کیا تو خلافت کے کام میں خلل پیدا ہوا، اسی وجہ سے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کا وظیفہ مقرر کیا تاکہ آپ خلافت کے کام کے لیے فارغ رہ سکیں۔

[رواه ابن سعد بإ سناد مرسل ورجاله ثقات ، فتح الباري ٤ /٣٥٧ تحت حديث ٢٠٧٠]

اس علم کو اگر صرف دنیاداری سمجھ لیں تو خطرناک ہے۔ اگر کوئی دینی تعلیم کو صرف دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لے تو اس میں یہودیوں کے ساتھ مشابہت ہوگی کیونکہ وہ اللہ کی آیات کو بیچ کر دنیا کماتے تھے، جس سے اللہ تعالیٰ نے زیرِ درس آیت مبارکہ میں منع فرمایا۔ اور ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''**من تعلّم علما مما يبتغى به وجه الله لايتعلمه إلا ليصيب به عرضا من الدنيا لم يجد عرف الجنة يوم القيامة** ''[ابو داؤد ح ٣٦٦٤] ''وہ علم جو اللہ کی رضا کے لیے حاصل کیا جاتا ہے، اگر کوئی اس علم کو دنیاوی کسی مقصد کے لیے حاصل کرے تو اسے جنت کی خوشبو تک نہیں آئے گی۔''

شرعی علوم سے فارغ ہونے کے بعد ملنے والی ''ڈگریوں'' کا حکم انسان کی نیت پر منحصر ہے۔ اگر ان کے حصول کا مقصد صرف اعلیٰ ملازمت اور دنیاداری ہو تو اس کا تعلق ان لوگوں سے ہوگا جنہوں نے اللہ کی آیات کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالا اور وہ حرام ہے۔ اگر اس کی نیت یہ ہو کہ ڈگری ملنے اور ایک مقام کے حاصل کرنے کے بعد وسیع پیمانے پر کتاب وسنت کی تبلیغ کر سکے گا تو اس کا یہ عمل عبادت ہے، کیونکہ یہ دعوت وتبلیغ کے وسائل میں شمار ہوتا ہے۔ واللہ أعلم

فائدہ نمبر۵: آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سارے مال ومتال کو ''ثمن قلیل'' قرار دیا۔ حقیقت میں